Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 2 (Oct-Dec 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

The Analytical Study of Aqsam ul Quran

اقسام القرآن کا تجزیاتی مطالعہ

Asad Ali
M.Phil Islamic Studies
Visiting Lecturer, University of Education, Lower Mall Campus, Lahore.
asadali0541@gmail.com
Dr. Muhammad Azam
PhD Islamic Studies
The Islamia University of Bahawalpur,
Dr. Muhammad Husnain
Assistant Professor,
Division of S &T, University of Education, Township Campus, Lahore, muhammad.hussain@ue.edu.pk

Abstract

Parents have a fundamental responsibility to care for their children, with breastfeeding recognized as a basic right that significantly enhances a child's health and well-being. Islam places great emphasis on breastfeeding, offering comprehensive and detailed guidelines on the practice. These guidelines encompass various aspects, including the recommended duration of breastfeeding, the child's rights to nursing, and the respective responsibilities of the mother and father. Religious texts provide extensive information on the proper conduct of breastfeeding, its benefits, and the ethical considerations involved. This article explores these guidelines and rulings, providing a comprehensive understanding of the subject within the framework of Islamic teachings.

Keywords: Islam, Rada'at, Ahkam ul Quran, Fiqha-e-Arba

تمہید

قسم کے لغوی معنی

عربی میں لسان العرب میں قسم کے لغوی یہ ہیں۔

"القسم: مصدر قسم الشيء يقسمه قسما فإنقسم، والموضع مقسم، مثال مجلس، جزأه وهي القسمة والقسم ، بالكثر والنصب والحظ والجمع اقسام".[1]

القاموس الوحید میں ہے کہ باب ضرب سے قسم شیء کا مطلب تقسیم کرنا، ٹکڑے کرنا، حصے کرنا ہے۔ لوگوں کا آپس میں کوئی چیز بانٹ لینا، بھی اس کا مطلب ہے، اقسم اقساما و مقسما قسم اٹھانا حلف لینا ہے۔ لوگوں کو ان کا حصہ دینا لوگوں کے درمیان کوئی چیز تقسیم کرنا ہے۔[2]

خلیل بن احمد الفراہیدی لکھتے ہیں:

"عربی زبان میں (ق س م) کا مادہ دو معنی کے لیے آتا ہے اگر س کے سکون کے ساتھ ہو تو اس کا معنی مال کے کسی حصے کا جزء جزء کرنا یا مال سے ہر ایک حصے کو جدا کرنا ہے اور اس کی جمع اقسام آتی ہے، لیکن اگر یہ مادہ س کے فتح کے ساتھ ہو تو پھر بھی اس کی جمع اقسام ہی آتی ہے"۔[3]

قسم کا مفہوم

قسم کا استعمال اس طرح ہوا کہ جب کسی واقعہ کو بیان کیا جاتا تو اس کی تصدیق کے لیے کسی شخص کی شہادت اور گواہی پیش کی جاتی۔ اس عمل کو زیادہ وسعت ہوئی تو انسان کے علاوہ حیوانات اور جمادات کی شہادت استعمال میں آنے لگی۔ مثلاً ہم کہتے ہیں کہ در و دیوار اس بات کے شاہد ہیں کہ فلاں شخص نے جس بہادری سے جنگ کی، میدان جنگ اس بات کی شہادت دے سکتا ہے۔

والخيل تعلم انا في تجاولنا　　عند الطعان اولؤ بوس وانعام

CC BY

ترجمہ:

" گھوڑے جانتے ہیں کہ ہم لڑائی میں سزا بھی دیتے ہیں اور انعام بھی۔"

والخيل تعلم والفرارس انني   فرقت جمعهم بطعنه فيصل

ترجمہ:

" گھوڑے اور سوار دونوں جانتے ہیں کہ میں نے ان ک جتھے کو ایک وار سے توڑا ہے۔"

ان چیزوں کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اگر ان کو بولنے کی طاقت دی جائے تو یہ بول اٹھیں کہ ہاں یہ واقعہ سچ ہے۔ یہ طریقہ یقین دلانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ پھر یہ طریقہ آہستہ آہستہ قسم کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ کسی کی گواہی اور قسم کھانا ایک چیز ہوگئی۔

عمر بن معد کرب کا ایک شعر ہے:

اللہ يعلم ما تركت قتالهم

ترجمہ:

"خدا جانتا ہے کہ میں نے لڑنا نہیں چھوڑا۔"

ہمارے محاورے میں قسم کی جگہ کہتے ہیں کہ اللہ جانتا ہے، خدا جانتا ہے، اللہ شاہد ہے وغیرہ۔ قرآن مجید میں گواہی کا لفظ قسم کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اب قسم کے دو مفہوم ہوئے۔

1۔ جب کوئی مسلئہ بیان کیا جائے تو اس پر شہادت پیش کی جائے، چاہے یہ شہادت ذی روح کی ہو یا اشیاء کے زبان حال کی۔

2۔ کسی بات کا یقین دلانے کے لئے کسی عزیز چیز کی قسم کھائی جائے۔[4]

قسم کے بارے میں عبد الرحمان کیلانی "مترادفات القرآن" میں لکھتے ہیں:

"قسم اٹھانے کے لئے و، ت اور ل کے حروف بھی اہل عرب استعمال کرتے تھے۔ یہ حروف یا تو بطور عادت اور تکیہ کلام استعمال کئے جاتے تھے یا بعض دفعہ کلام میں تاکید اور مزید زور پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اگر ان حروف کی نسبت اللہ تعالی کی طرف ہو تو اس سے مراد اس چیز کو بطور شہادت پیش کرنا ہوتا ہے جس کی قسم اٹھائی گئی ہو۔"[5]

لفظ "قسم" کے مترادفات

قسم کے لئے کچھ معروف الفاظ بھی ہیں جو قسم کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں جس میں یمین، حلف اور نذر وغیرہ شامل ہیں۔ ان کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

یمین

اس کا مادہ ی۔ م۔ ن ہے جس کا مطلب دائیں طرف ہونا ہے۔ یمین کا مطلب داہنا ہاتھ، دائیں جانب، برکت، قوت و طاقت قسم ہے۔ اس کی جمع یمن، ایامن و ایمان آتی ہے۔[6] علامہ شبلی یمین کے متعلق لکھتے ہیں:

"یہ لفظ عموماً معاہدات کی توثیق کے لئے استعمال ہوتا ہے اور جس چیز پر یہ لفظ آتا ہے اس کو ضامن دینا مقصود ہوتا ہے"[7]

حلف

اس کا مادہ ح۔ ل۔ ف ہے۔ باب سمع سے اس کا معنی قسم اٹھانا، حلف اٹھانا ہے حلاف مطلب بہت زیادہ قسمیں اٹھانے والا بھی ہے۔[8] علامہ شبلی کے مطابق یہ پچھلے الفاظ سے زیادہ وسیع ہے۔ اس میں ذلت اور دنائت کا مفہوم داخل ہے اس کا استعمال بالکل اسی حیثیت سے ہوتا ہے جس طرح آج کل عوام قسم کھاتے ہیں۔ خدا نے اپنے لئے یہ لفظ کہیں استعمال نہیں کیا بلکہ حلاف کی ذلت بیان کی ہے سورۃ براءت میں یہ لفظ سات بار آیا ہے یہ لفظ منافقوں کی زبان سے آیا ہے[9] چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"فلا تطع کل حلاف مھین" [10]

نذر

اس کا مادہ ن۔ذ۔ر ہے۔ باب سمع میں اس کا مطلب کسی چیز کو اپنے اوپر لازم کر لینا کسی کام کو کرنے کا عہد کرنا ہے۔ منت بھی اس کا مطلب ہے۔[11] علامہ حمید الدین فراہی نے نذر کی وضاحت کی ہے ان کے مطابق کسی شے کو اپنے سے ہٹا کر خدا کے لئے خاص کرنا نذر ہے یہی سے اس میں کسی شے کو حرام کر دینے کا مفہوم پیدا ہوا، عبرانی میں اس کا یہی مفہوم ہے۔ اس کے بعد یہ لفظ کسی لذت کو حرام کر دینے کے لئے استعمال ہونے لگا یہاں تک کہ آہستہ آہستہ اپنے اوپر کسی شے کو بطور قسم لازم کرنے کے مفہوم کے لئے اس میں وسعت پیدا ہو گئی۔[12]

قسم کی ضرورت

اب سوال یہ ہے کہ قسم کھانے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قسم کا انداز اسلوب ان اسلوبوں میں سے ایک ہے جن کے اندر بہت بڑی دلیل ہوتی ہے اور مخالف کو ان باتوں کی طرف لانا ہوتا ہے جن کا وہ انکار کر رہا ہوتا ہے عربی زبان میں قسم کا استعمال عام ہے جس کا مقصد اپنی بات میں تاکید اور زور واثر پیدا کرنا ہوتا ہے۔[13]

اللہ کے علاوہ قسم کھانا جائز نہیں

آج کل لوگ اپنی ماں، باپ اور اپنے پیروں کی قسمیں کھاتے ہیں اور یہ رواج شروع سے چلا آرہا ہے عرب کے لوگ بات بات پر اپنے معبودوں کی قسمیں کھایا کرتے تھے اسلام نے اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم اٹھانا ناجائز قرار دیا۔ جس طرح غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام ہے اسی طرح غیر یا اللہ کی قسم کھانا بھی حرام ہے۔ حضرت عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس حال میں پایا کہ میں ایک قافلے میں جاتے ہوئے کسی بات پر اپنے باپ کی قسم کھا رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک اللہ نے تم کو اپنے باپوں کی قسم کھانے سے منع کر دیا ہے پس جو بھی قسم کھائے تو اللہ کی کھائے یا پھر خاموش رہے"[14]

قرآن میں قسم کا استعمال

قرآن میں قسم کا استعمال کثرت سے ہوا ہے۔ قرآن مجید میں 200 سے زیادہ قسمیں ہیں جس میں سے صریح قسموں کی تعداد تقریباً100 ہے جس میں اللہ تعالی اور انبیاء وغیر ہم کی قسمیں شامل ہے۔ قرآن مجید سب لوگوں کے لئے نازل ہوا۔ اس پر لوگوں کے مختلف نظریات قائم ہوئے۔ کوئی شک میں پڑا، کچھ منکر ہوئے اور کچھ بہت ہی زیادہ جھگڑالو۔ اس لئے قرآن مجید میں قسموں کا استعمال شک کو زائل کرنے، شبہات کو رفع کرنے، دلیل وحجت کو قائم کرنے اور اخبار کی تاکید کے لئے ہوا۔ قرآن میں اکثر قسموں کا تعلق غیبی امور سے ہے۔ مثلاً بڑے بڑے فرشتوں کی قسمیں کھانا وغیرہ۔[15]

اقسام القرآن اور بلاغت

قرآن کا اسلوب بہت ہی دلکش ہے اگر قرآن مجید میں مستعمل قسموں کو دیکھا جائے تو ہم کو ماننا پڑے گا کہ قرآن میں قسم کے اعتبار سے بلاغت کے کئی انوکھے اسلوب اور انداز بیان ہوئے ہیں جن میں سے چند ایک کا یہاں تذکرہ ہوگا۔

1۔ قرآن مجید کے قول میں سنجیدگی اور تاکید کے اظہار پر قسم کا اسلوب دلالت کرتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالی نے فرمایا:

"بارش والے آسمان کی قسم اور پھٹنے والی زمین کی، بے شک یہ (قرآن) البتہ دوٹوک فیصلہ کرنے والا کلام ہے یہ ہنسی کی بات نہیں ہے"[16]

شریف آدمی کی قسموں میں سنجیدگی کا اظہار بہت ہوتا ہے اس لیے نبوت کے شروع میں قسموں کے استعمال میں کثرت ہے تاکہ ان کو نبی ﷺ کی دعوت میں سنجیدگی کا علم ہو۔

2۔ قرآن میں قسم کا اسلوب مخالف کے انکار کی راہ بند کر دیتا ہے۔ کیونکہ قسم جملہ انشائیہ ہے نا کہ خبریہ۔ اگر جملہ خبریہ ہو تو مخالف کے انکار کا شبہ موجود ہے لیکن جملہ انشائیہ قسمیہ اس انکار کا موقعہ ہی نہیں دیتا۔

3۔ قسم کا اسلوب سورتوں کے شروع میں خوبصورتی اور تروتازگی پیدا کرتا ہے قسمیں چمکتی ہوئی پیشانی کی طرح نظر آتی ہیں قسمیں سورتوں کے شروع میں تزئین و آرائش کا فائدہ دیتی ہیں۔ اس لئے سورتوں کے درمیان قسمیں بہت کم ہیں۔[17]

اللہ تعالی کا قرآن میں چار چیزوں کی قسمیں کھانا

مولانا گوہر رحمن کی تحقیق کے مطابق اللہ تعالی نے چار چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں جن کی تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے۔

اللہ کی ذات وصفات کی قسم

قرآن میں اللہ تعالی نے اپنی ذات وصفات کی قسم کھائی ہے مثال کے طور پر اللہ تعالی نے فرمایا:

"پس تیرے رب کی قسم ہم ان سب سے ضرور پوچھیں گے ان اعمال کے بارے میں جنہیں وہ کیا کرتے تھے"[18]

رب اللہ کا اسم صفت ہے جس کے معنی مالک اور پروردگار کے ہیں اس آیت میں اللہ نے قیامت کے محاسبے اور اس کے حق اور سچ ہونے پر اپنی صفت ربوبیت کے ساتھ قسم کھائی ہے

قرآن کی قسم

"قسم ہے قرآن حکیم کی کہ تم رسولوں میں سے ہو اور سیدھے رستے پر ہو۔"[19]

اس آیت میں اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کے رسول ہونے اور راہ راست پر ہونے کے بارے میں قرآن کو بطور گواہ پیش کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کی قسم

اللہ کا ارشاد ہے: "تیری زندگی کی قسم؛ بے شک وہ لوگ اپنی مستی میں بہکے ہوئے تھے۔"[20] یہاں جواب قسم تو قوم لوط کی مستی اور خلاف فطرت شہوت پرستی ہے لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک لعمرک میں محمد ﷺ کی زندگی کی قسم کھائی ہے۔

مظاہر قدرت کی قسم

اشیاء عالم، آیات کونیہ اور مظاہر قدرت اللہ تعالی کے وجود و توحید کی نشانیاں ہیں اور قران میں ان کی قسم کی مثالیں بہت زیادہ ہیں مثال کے طور پر سورۃ الشمس میں اللہ تعالی نے مظاہر قدرت کی قسمیں کھائی ہیں۔ اس سورت میں اللہ نے دن اور رات، سورج چاند، آسمان اور زمین، نفس انسانی اور اس کی بناوٹ، نفس انسانی میں نافرمانی اور پرہیزگاری، نیکی اور بدی، بھلائی اور برائی کے الہام فطری کی قسمیں کھائی ہیں۔ اس کا جواب قسم یہی ہے کہ کامیابی اسی کی ہے جس نے اپنے آپ کو شرک و کفر اور نفس پرستی کی آلائشوں سے پاک کر لیا ہو۔[21]

اقسام القرآن پر علماء کی رائے

علامہ ابن قیم

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی ایمان کی ان اصولی باتوں پر قسم بیان کرتا ہے جنکی معرفت خلق پر واجب ہے چنانچہ کبھی توحید پر قسم کھاتا ہے کبھی قرآن کے حق ہونے پر کبھی رسول کی صداقت پر کبھی جزاء اور وعدہ ووعید اور کبھی انسان کے حال پر۔[22]

مولانا عبد الحق حقانی کی رائے

مولانا عبد الحق حقانی صاحب سورہ یس کی ابتداء میں قسم کے متعلق لکھتے ہیں "قران کی قسم اس لئے کھائی کہ متکلم کے نزدیک جو چیز عزیز و قابل قدر ہوتی ہے جب تک اس کی قسم نہیں کھائی جاتی مخاطب کو اعتبار نہیں ہوتا اور لطف یہ ہے کہ کلام بظاہر تو قسم ہے مگر یہ بھی ایک برہان ہے جو لفظ حکیم سے سمجھی جاسکتی ہے"[23]

علامہ ابن تیمیہ کی رائے

علامہ ابن تیمیہ نے بھی قسم کی حقیقت کو واضح کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں "اللہ تعالی کا اپنی مخلوق میں سے کسی کی قسم کھانا اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ یہ اس کی قدرت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور جن چیزوں کی رب العالمین نے قسم کھائی ہے وہ اس کی توحید اور عظمت و کبریائی کی نشانیاں ہیں، اس لئے جائز ہے کہ ان کی قسم کھائی جائے۔"[24]

قرآن مجید میں قسموں کی اغراض ومقاصد

شیخ ابو عبد اللہ رفیع الدین نے اپنی کتاب اقسام القرآن میں قسم کی اغراض ذکر کی ہیں

1- کائنات اور کائنات جن حقائق غریبہ اور اسرار عجیبہ پر مشتمل ہے اور جو اس میں عالیشان محکم نظام ہے ان کی طرف نگاہوں کو متوجہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔

2- رسول اللہ ﷺ کی صداقت کا اثبات یہ اس طرح کہ عربوں کا عقیدہ کا تھا کہ جھوٹی قسموں سے گھر برباد ہو جاتے ہیں اور جھوٹی قسم کھانے والے کو نقصان پہنچتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے اکثر قسمیں کھائی ہیں اس کے باوجود آپ ﷺ کو کسی نقصان سے واسطہ نہیں پڑا، بلکہ آپ کی شان بلند ہوئی اور عالی شان شہرت دوام ملی یہ چیز آپ ﷺ کی صداقت کی دلیل بنی۔

3- امور غائبہ کو امور مشہورہ محسوسہ کے ساتھ مثال دینا تا کہ امور غائبہ معنویہ نفس میں نہایت مضبوطی سے جگہ پکڑ لیں اور یہ غرض زیادہ ہوتی ہے جیسے اللہ تعالی نے صبح، دن ،چاشت اور سورج، رات کی قسمیں اٹھائیں تا کہ اللہ تعالی کے رعب کی تاثیر کے ساتھ نفوس انسانیہ میں امور معنویہ ہدایت وایمان کے معانی کو جلا ملے۔

4- عقائد باطلہ کی تصحیح کرنا ستاروں کے غروب ہونے کی اور اس کی مثل اور چیزوں کی قسم کھانے میں ان کی تردید مقصود ہے جو ستاروں کی الوہیت اور اس دنیا میں ان کے تصرف کا عقیدہ رکھتے تھے۔ حدیث میں یہی مقصد قسم کے بغیر آیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

"كسفت الشمس على عهد رسول الله ﷺ يوم مات ابراهيم ابن محمد ﷺ فقال الناس كسفت الشمس بموت ابراهيم فقال رسول الله ﷺ ان الشمس والقمر لا ينكسفان لموت احد ولا لحياة فإذا رأيتهم فصلوا وادعوا الله"[25]

ترجمہ:

"ابراہیم آپ ﷺ کے بیٹے جس دن فوت ہوئے سورج بے نور ہو گیا لوگوں نے کہا کہ ابراہیم کی وفات کی وجہ سے سورج بے نور ہو گیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ سورج چاند کسی شخص کی پیدائش اور وفات پر بے نور نہیں ہوتے، جب ایسا دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ تعالی سے دعا کیا کرو۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سورج چاند اللہ کی نشانیاں ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالی اپنے بندوں کو ڈراتے ہیں۔

5- مقسم علیہ کی تحقیق و تاکید خاص کر جب مقسم علیہ مخفی امور غائبہ سے ہو تو اللہ تعالی ان کے اثبات کے لئے قسم کھاتے ہیں جیسے بعث، حشر، حساب۔

6- نمایاں واقعات کی طرف نگاہوں کو متوجہ کرنا جیسے اللہ تعالی نے طور اور بلد امین کی قسمیں کھائی ہیں۔ طور پہاڑ کی قسم معجزات موسیٰ کی یاد دہانی اور بلد امین کی قسم سے غلبہ اسلام اور بیت اللہ کے ساتھ مکہ مکرمہ کے تعلق اور اس کی طویل تاریخ کی طرف متوجہ کیا ہے۔[26]

عبدالرحمن حسن المیدانی کے ہاں قسم کی اغراض

عبدالرحمن حسن المیدانی "قواعد التدبر الامثل" میں مندرجہ ذیل اغراض ذکر کرتے ہیں:

1- قسم سے پہلی غرض جو کہ بنیادی فرض ہے اور ہمیشہ ملحوظ ہوتی ہے اور کبھی دیگر اغراض قسم میں سے کوئی دوسری بھی اس کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے وہ یہ ہے کہ مقسم علیہ جس قضیہ یا قضایا پر مشتمل ہے اس خبر کی تاکید کرنا اس اعتبار سے کہ قسم ایک ایسا اسلوب بیانی ہے کہ صاحب بیان جو خبر دے رہا ہے اس سے اس کی تاکید لائی جاتی ہے۔ اور تاکید کے صیغوں میں سے کوئی صیغہ لا کر مخاطب کے لیے اس خبر کی تاکید کا ارادہ ہوتا ہے، قسم کی یہ غرض اکیلی ملحوظ ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا سورۃ التکاثر میں فرمان ہے کہ "لترون الجحيم، ثم لترونها عين اليقين، ثم لتسئلن يومئذ عن النعيم"[27]۔

2- دوسری غرض مقسم بہ کا بڑی چیز ہونا یا صفات جلیلہ والا ہونا یا اہم ذمہ داریوں والا اور بڑی والا معلوم کروانا۔ لیکن یہ غرض معنی قسم کو لازم آنے والے رستہ اور طریق سے ہے۔ کیونکہ کسی بھی چیز کی قسم کھانا لزومی طور پر معلوم کرواتا ہے کہ وہ چیز قسم اٹھانے والے کے نزدیک عظمت یا بڑی صفتوں والی یا عظیم الشان فرائض وواجبات والی ہے اکثر حالات میں اکثر حالات میں قسم کی یہ دوسری غرض پہلی غرض کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے۔ مثلا اللہ تعالی سورۃ النازعات کے شروع میں نرمی یا سختی سے انسانی روحوں کو قبض کرنے والے اور تنگ یا کشادہ جگہ لے جانے والے فرشتوں کی جو قسم کھائی ہے اس میں دوسری غرض ملحوظ ہے۔ اس قسم سے بعث بعد الموت خبر کی تاکید کرنا نہیں ہے کیونکہ فرشتے امور غائبہ سے ہیں ان کے ساتھ مکذبین کے سامنے بعث بعد الموت کی خبر کی تاکید نہیں لائی جاسکتی جو کہ خود امر غیبی ہے بلکہ امر غیبی کی کسی امر مشہود کے ساتھ تاکید کی جاتی ہے اس قسم سے غرض یہ خبر دینا ہے کہ فرشتوں کی یہ جماعت ایک بڑی صنف ہے اور ان کی بڑی اہم ذمہ داریاں ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے بلاواسطہ مخاطب مومن ہیں اور دوسرے لوگ تعریضا مخاطب ہیں اس لیے اس کے بعد "يقولون أئنا لمردودون في الحافرة"[28] آیا ہے۔

3- قسم سے تیسری غرض ان دلائل اور واضح نشانیوں پر تنبیہ کرنا ہوتا ہے جو مقسم بہ میں پائی جاتی ہے۔ جو شخص ان دلائل و آیات پر غور و فکر کرے گا بحث اور علمی استنباط کا اہل ہو گا۔ تھوڑے ہی عرصے کے بعد اللہ تعالی کی توفیق سے ان کو معلوم کرلے گا اور وہ دلائل و آیات لوازم عقلیہ کے طریق سے مقسم علیہ کو تقسیم کر لینے کی طرف اس کی رہنمائی کریں گے اس لئے کہ ان کی قسم کھانے والی عظیم ہستی ہے۔ اور وہ دلائل و آیات اس قدرت کے کمال اور اس کے احاطہ علمی اور اس کی عظیم حکمت کے آثار ہیں۔ عظیم ہستی ان دلائل و آیات کی قسم کھا کر غیبی امور و قضایا کے متعلق خبر دینا لازمی طور پر حق اور سچ ہو گا بلکہ وہ خود ان کا موجد اور مقدر کرنے والا ہے۔ ایسی قسموں میں مقسم علیہ کی تاکید اسی لحاظ سے حاصل ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں اکثر مظاہر کائنات کی قسمیں کھاتے میں ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے غرض اولا: مخاطبوں کی نظروں کو کائنات میں اللہ تعالی کی ربوبیت اور

وحدانیت اور اس کی الوہیت کی طرف متوجہ کرنا ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ثانیا: رسول اللہ ﷺ کی صداقت کی طرف متوجہ کرنا ہے جن کی اللہ نے بہت بڑے معجزے یعنی قرآن مجید کے ساتھ تائید فرمائی اور اس کے منزل من اللہ ہونے اور دار آخرت اور مرنے کے بعد حساب وجزا کے لیے اٹھنے کے حق اور سچ ہونے کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ ان مظاہر کائنات کے خالق ومالک رب کے ساتھ ایمان لانے والا قیامت کے دن جزا وسزا پر شک نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے اس میں شک ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم رب العالمین کا کلام ہے جسے صادق امین رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب تعالی کی طرف سے پہنچایا ہے قسم کی تیسری غرض مثالوں میں سے ایک مثال سورت الشمس سے ہے۔ "والشمس وضحىها، والقمر إذا تلىها، والنهار اذا جلىها، والليل اذا يغشىها، والسماء وما بنىها ، والأرض وما طحىها، ونفس وما سوىها، فألهمها فجورها وتقوىها، قد افلح من زكىها، وقد خاب من دسىها"[29]

ان آیات میں مقسم علیہ جزا کے دن فیصلے اور حساب کا نتیجہ ہے اور یہ نتیجہ اور فیصلہ حیات اخروی کے لیے دوبارہ اٹھائے جانے کے بعد ہی ہو گا۔ اور مقسم بہ مظاہر کائنات ہیں جو علیم وحکیم قدرت رکھنے والی ذات کی صفت خلق کے آثار ہیں جس کے ہاتھ ہر چیز کی بادشاہت ہے جو شخص انصاف اور گہرائی سے ان مظاہر پر غور وفکر کرے گا اور فکری لوازم کے سلسلہ کے ساتھ منتقل ہو گا یہ مظاہر اس کی خالق کائنات اور اس کی صفات جلیلہ کی طرف رہنمائی کریں گے۔

ان صفات جلیلہ میں ایک صفت حکمت ہے جس علیم وحکیم ذات نے انسانوں کو ارادہ کی آزادی عطا فرما کر پیدا فرمایا جس میں وہ خیر وشر، نیکی، احسان اور ظلم وزیادتی کی قدرت رکھتے ہیں عقلا یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالی انسانوں کو عبث پیدا فرمایا ہو کہ اس آزادی کا ان سے امتحان نہ لیا جائے۔ اور نہ یہ ممکن ہے کہ صاحب اور جزاء کے لیے مقررہ دن میں ان کا حساب نہ لے اور انسان ویسے ہی بیکار چھوڑ دیے جائیں۔

4- قرآنی قسموں میں چوتھی غرض اٹھانے کے نزدیک مقسم بہ کے مرتبہ کی بلندی کا بیان اور اظہار کرنا ہوتا ہے نیز یہ معلوم کروایا جاتا ہے کہ مقسم بہ بڑا پیارا اور محبوب ہے اور اللہ تعالی کے خواص اور مقربین میں سے عالیشان مرتبے والا ہے۔ اور مقسم بہ کی تعریف کرنا مقصود ہوتا ہے جیسے اللہ تعالی کا سورۃ الحجرات میں اپنے رسول ﷺ کو مخاطب ہو کر "لعمرك إنهم لفي سكرتهم يعمهون" [30] فرمانا۔

5- قرآنی قسموں میں پانچویں غرض رسول اللہ ﷺ کو تسلی دینا اور آپ کے محبوب ہونے کو بیان کرنا ہوتا ہے اور دشمنان اسلام آپ ﷺ کے متعلق جو افواہیں پھیلاتے ہیں ان کی تردید کرنا مقصود ہوتا ہے۔ سورۃ الضحی میں آنے والی قسم میں یہ غرض نمایاں ہے۔ دو تین راتیں آپ ﷺ بیمار ہو گئے، وحی کی آمد میں تاخیر ہوئی تو دشمنوں نے کہنا شروع کر دیا کہ محمد کے رب نے اسے چھوڑ دیا ہے اس سے ناراض ہو گیا ہے تو اللہ نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا

"والضحى، والليل إذا سجى، ما ودعك ربك وما قلى، وللأخرة خيرلك من الأولى، ولسوف يعطيك ربك فترضى"[31]۔

اہل عرب قسم میں اپنی جان کی شہادت یا اللہ کی شہادت پیش کرتے تھے اور چونکہ اللہ کی شہادت سب سے بڑی شہادت تھی اس لیے اس کا رواج زیادہ ہوا۔ اس سے ان لوگوں کو جو عربی کے اسالیب اور آداب بلاغت سے اچھی طرح واقف تھے یہ غلط فہمی ہو گئی کہ شہادت میں صرف معبود کو پیش کیا جاتا ہے۔ ایسی چیزوں کو بھی شہادت میں پیش کرتے تھے جن کو نہ تو پوجتے تھے اور نہ ان کی کسی قسم کی تعظیم ہی کرتے تھے بلکہ قسم سے مقصود محض اپنی بات پر دلیل لانا ہوتا تھا یہاں تک کہ مذہبی قسموں میں بھی بسا اوقات استدلال کا پہلو مضمر ہوتا تھا

خلاصہ بحث

ہمیں قسم کا صحیح مفہوم سمجھ آ گیا ہو گا۔ قسم پر تحقیق کے بعد یہ بات واضح ہوئی ہے کہ عرب لوگوں کا بات بات پر قسم کھانا عادت تھی قسمیں اٹھانا ان کا محاورہ تھا۔ اللہ نے بھی ان کے محاورے کے مطابق قسم اٹھائی ہے۔ یہ قسم بمعنی گواہی کے اور شہادت کے ہوتی تھی ۔ ان قسموں کا مقصد مخالف کو یقین دلانا اور بات میں وزن پیدا کرنا ہوتا تھا۔ مقالے میں ذکر کیے گئے قسم کے مفہوم سے ان لوگوں کا رد موجود ہے جو قرآن میں موجود قسموں پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس تحقیق یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ قرآن میں موجود قسمیں خود قرآن اعجاز کو واضح کرتی ہیں۔

CC BY

مصادر و مراجع

[1] ابن منظور، لسان العرب، دار احیاء التراث العربی بیروت، 1988ء، ص 162

[2] وحید الدین الزمان، کیرانوی، قاسمی، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات 2001ء ص 1310۔

[3] الفراہیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین انتشارات اسوہ، 1414ھ، جلد 5 ص 86۔

[4] شبلی نعمانی، علامہ، مقالات شبلی (مذہبی)، دار المصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، 1999ء، جلد 1، ص 40-42

[5] کیلانی، عبد الرحمن، مترادفات القرآن، مکتبۃ السلام، 2009ء، ص 681

[6] القاموس الوحید، ص 1917۔

[7] مقالات شبلی، جلد اول، ص 43۔

[8] القاموس الوحید، ص 368۔

[9] مقالات شبلی، جلد اول، ص 44۔

[10] سورۃ القلم آیت 10َ

[11] القاموس الوحید، ص 1629۔

[12] فراہی، حمید الدین، اقسام القرآن، دائرہ حمیدیہ، واعظم گڑھ، 2015ء، ص 33

[13] رفیع الدین، ابو عبد اللہ، اقسام القرآن، مکتبہ رحمانیہ کہروڑپکا، 2003، ص 10

[14] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، (مترجم وحید الزماں) مکتبہ رحمانیہ، 1999ء، جلد 3 ص 685۔

[15] اقسام القرآن، ص 11-13

[16] سورۃ الطارق

[17] اقسام القرآن، 13-17

[18] الحجر، 96

[19] یس، 2۔3۔4

[20] الحجر، 72

[21] گوہر رحمن، مولانا، علوم القرآن، مکتبہ تفہیم القرآن مردان، 2010ء، جلد 2، ص 155-159

[22] محمد ہمایوں عباس، ڈاکٹر، علوم القرآن، شمع بکس، 2015ء، ص 87

[23] حقانی، عبد الحق، مولانا، فتح المنان، میر محمد کتب خانہ مرکز علم وادب، جلد 4 ص 83

[24] علوم القرآن (ہمایوں عباس)۔ ص 9

[25] صحیح بخاری، ص 142۔

[26] رفیع الدین، ابو عبد اللہ، اقسام القرآن، مکتبہ رحمانیہ میلسی، 2003ء، ص 50۔

[27] سورۃ التکاثر 6-8

[28] سورہ النزعات 10

[29] سورہ الشمس 1-10

[30] سورہ الحجر 72

[31] سورہ الضحی 1-5

CC BY